❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

# بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں

(تقریر نمبر3)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ (البقرہ:207)

اور جب اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کر تو اُسے عزت (کی اَنا) گناہ پر قائم رکھتی ہے۔ پس جہنّم کافی ہے اُس کے لئے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اِسی سے دخل ہو دارُالوِصال سے

**معزز سامعین!** مجھے آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر کے پہلے مصرع پر کچھ گزارشات کرنی ہیں جو یہ ہے "بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں"۔ اس موضوع پر میری یہ تیسری تقریر ہے۔

**سامعین!** یہ ایک ایسا موضوع ہے جو اسلامی تعلیمات میں بہت اہم ہے۔ اس پر جتنا بھی بولا یا لکھا جائے یا لوگوں کو توجہ دلائی جائے کم ہے۔ اس مصرع میں ایک ایسا جرم، ایک ایسی بُرائی بیان ہوئی ہے جو تمام بُرائیوں کی جڑ ہے۔ جو تکبّر اور نخوت کے نام سے مشہور ہے۔ زیر موضوع مصرع میں اس کے برعکس عاجزی و انکساری اور فروتنی کی طرف توجہ دلا کر دوسرے مصرع میں امید افزا پیغام دیا گیا ہے کہ اس سے جنت میں جگہ نصیب ہوگی۔ جبکہ حدیث کے مطابق تکبّر تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ تکبّر ہی تھا جس نے ابلیس کو اس بات پر انگیخت کیا تھا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری نہ کرے۔

(مسلم کتاب البر و صلاۃ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبّر کو تمام بُرائیوں اور بدیوں کی جڑ قرار دے کر اس بُرائی سے بچنے اور اِس سے دور رہنے کی تلقین فرمائی ہے کیونکہ کسی بھی جڑ کو اگر پانی دیا جائے اور کھاد وغیرہ ڈالی جائے تو وہ یقیناً پنپتی اور اپنی شاخیں نکالتی ہے اور نشو ونما پاتی ہے۔ اِسی طرح تکبّر کو اگر دیگر اخلاقِ سیّئہ کی کھاد ملے تو پھر مزید بُرائیاں جنم لیتی اور راہ پاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام شرارتوں کی جڑ تکبّر کو قرار دیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کمال اور حُسن کے ساتھ اچھے اور حسین اخلاق اپنانے کی یہ دعا سکھلائی ہے کہ

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصِّحَّةَ، وَالْعِفَّةَ، وَالْأَمَانَةَ، وَحُسْنَ الْخُلُقِ، وَالرِّضَا بِالْقَدَرِ

(مشکوٰۃ کتاب الدعوات)

اے اللہ! مَیں تجھ سے صحت کے ساتھ ساتھ پاکدامنی، امانت، اخلاقِ حسنہ اور قضاو قدر پر راضی رہنے کی دعا کرتا ہوں۔

یعنی اخلاقِ حسنہ کے ساتھ یا یوں کہہ لیں کہ اخلاقِ حسنہ مانگنے سے پہلے اپنی صحت کے لیے دعا مانگی گئی ہے۔ دراصل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اخلاقِ حسنہ سے جہاں روحانی صحت تو اچھی ہوتی ہے وہاں جسمانی صحت بھی ٹھیک رہے گی۔

پھر اخلاق سیّئہ سے بچنے کے لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھلائی کہ

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ، وَالْأَعْمَالِ، وَالْأَهْوَاءِ (مشکوٰۃ کتاب الدعوات)

اے اللہ! مَیں تیری پناہ اور حفاظت میں آتا ہوں۔ بُرے اخلاق، بُرے اعمال اور بُری خواہشات سے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِی قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ کِبْرٍ

(مشکوٰۃ کتاب الادب)

یعنی جس شخص کے دل میں ذرہ بھر تکبّر ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

**سامعین!** عاجزی اور انکساری ایک ایسا خُلق ہے جو کسی بھی انسان میں موجود ہو تو لوگ لاکھ اختلافات کے باوجود اُس پر انگلی نہیں اٹھا سکتے۔ کیونکہ بہت سے دوسرے لوگ اس کے اِس خُلق کی وجہ سے اُس سے محبت کرتے ہیں۔ ہمیں تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ عاجزی اگر کسی میں نظر آتی ہے تو وہ ہمارے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں نظر آتی ہے۔ باوجود اس کے کہ آپؐ خَاتَمُ الانبیاء تھے ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ ہم سب اس یہودی کے واقعہ کو جانتے ہیں جس نے تمام لوگوں پر حضرت موسیٰؑ کو فضیلت دی تھی اور جسے سُن کر ایک صحابی نے اُس کو تھپڑ مارا تھا۔ پھر وہ اپنا معاملہ لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ وہ یہودی ہے اور اپنا معاملہ ایک مسلمان کے آگے پیش کر رہا ہے لیکن اس کو یہ یقین تھا کہ یہ عاجز انسان صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنی بڑائی ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور اس یہودی کو یہ بھی یقین تھا کہ میرا دل رکھنے کے لئے اپنے صحابی کو یہی کہیں گے کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ یہ یقین اس لئے قائم تھا کہ آپؐ کی زندگی اس یہودی کے سامنے تھی اور آپؐ کا یہ حسن خُلق اس کو پتہ تھا اور یہ حسنِ خُلق آپؐ میں اس لئے تھا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو جانتے تھے کہ رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام۔ یعنی جھگڑے کو بڑھاتے نہیں بلکہ وہیں معاملہ نپٹا کر ایک طرف ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی جھگڑا کرنے کی کوشش بھی کرے تو اس کو آگے نہیں بڑھنے دیتے۔

حضرت ایاز بن حمارؓ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ انکساری اختیار کرو اس حد تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد2)

مَیں تمام بنی آدم کا سردار ہوں لیکن مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔

کس قدر عاجزی و انکساری ہے انسان کاملؐ میں۔

**سامعین!** حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”یاد رکھو! تکبّر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے۔ جب تک انسان اس سے دُور نہ ہو۔ یہ قبولِ حق اور فیضانِ الوہیت کی راہ میں روک بن جاتا ہے۔ کسی طرح سے بھی تکبّر نہیں کرنا چاہیے، نہ علم کے لحاظ سے، نہ دولت کے لحاظ سے، نہ وجاہت کے لحاظ سے، نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبّر پیدا ہوتا ہے اور جب تک انسان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک و صاف نہ کرے اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا اور وہ معرفت جو جذبات کے مواد ردّیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔“

(ملفوظات جلد7 صفحہ 275-276)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبّر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہانوں میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام)

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو کوئی بڑا عہدہ یا مقام مل جائے تو ان کے انداز ہی بدل جاتے ہیں۔ وہ عام لوگوں کو کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

”اب ایسے لوگ جن کو اپنی بڑائی بیان کر کے اپنے مقام کا اظہار کرنے کا بڑا شوق ہوتا ہے ان کو یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ بلند مقام عاجزی سے ہی ملتا ہے۔ اچھا باغبان یا مالک ہو باغ کا وہ ہمیشہ درخت کی اُس شاخ کی قدر کرتا ہے۔ جو پھلوں سے لدی ہو اور زمین کے ساتھ لگی ہو۔ اسی طرح مالک ارض و سما اُس سر کی قدر کرتا ہے جو زمین کی طرف جھکتا ہے۔ عاجزی کے مقابلے پہ فخر، غرور اور تکبّر ہی ہے یعنی اس کا الٹ، تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ شرک کے بعد تکبّر جیسی کوئی بلا نہیں۔ اگر غور کریں تو تکبّر ہی آہستہ آہستہ شرک کی طرف بھی لے کر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہمیشہ عاجزانہ راہوں پر چلائے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 جنوری 2004ء)

**سامعین!** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیت کے داخلے پر جو 10 شرائطِ بیعت مقرر فرمائیں اُن میں ساتویں شرطِ بیعت تکبّر کو چھوڑنے اور عاجزی و انکساری کو اپنانے کے متعلق ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

”یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش اخلاقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 160)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اس شرط کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ

”دوسری بات جو اس شرط میں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ فروتنی اور عاجزی اور خوش خُلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کروں گا۔ جب کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جب آپ اپنے دل و دماغ کو تکبّر سے خالی کرنے کی کوشش کریں گے، خالی کریں گے تو پھر لازماً ایک اعلیٰ وصف، ایک اعلیٰ خُلق اپنے اندر پیدا کرنا ہو گا ورنہ پھر شیطان حملہ کرے گا کیونکہ وہ اسی کام کے لیے بیٹھا ہے کہ آپ کا پیچھا نہ چھوڑے۔ وہ خُلق ہے عاجزی اور مسکینی اور یہ نہیں ہو سکتا کہ عاجز اور تکبّر اکٹھے رہ سکیں۔“

(خطبہ جمعہ 29 اگست 2008ء)

پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

”تکبّر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جائے اُس کے لیے روحانی موت ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 312)

پھر فرمایا کہ

”سچی معرفت اِسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مصلوب اور لاشئ محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس نورِ معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 301)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بلعم بن باعود کے متعلق لکھتے ہیں کہ

”یہ ایک شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے وہ روحانی صفات عطا فرمائی تھیں جن کے ذریعے وہ خدا کے نزدیک ہو سکتا تھا لیکن بدنصیبی سے اُس نے دنیا کی طرف جھکنا اپنے لیے قبول کر لیا۔ بلعم کا یہ مقام تھا کہ لوگ اس سے دَم کرایا کرتے تھے اور پھر تکبّر نے شیطان کی طرح اُسے بھی تباہ کر دیا۔ ابو جہل کو دیکھیں یہ ابو الحکم کہلاتا تھا مگر اپنی کور چشمی، تکبّر، گستاخی اور ڈھٹائی کے باعث ابو جہل کہلایا۔ اس زمانے میں پنڈت لیکھرام پشاوری کو لیں۔ یہ بھی تکبّر کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شکرانہ انداز اپنانے والوں کے حوالے سے ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک حاجی نے تین حج کیے اور تیسرے حج کے بعد ایک درویش صفت بزرگ کو کھانے کی دعوت پر بلایا۔ جب کھانے چُن لیے گئے تو حاجی نے اُس بزرگ پر اپنی نیکی کا اثر بٹھانے کے لیے ملازم سے کہا کہ وہ جو مَیں پہلے حج پر تھال لایا تھا اُس میں کھانا لادو۔ لیکن بزرگ نے جب اس خوبصورت تھال کی کوئی تعریف نہ کی تو وہ ملازم سے پھر بولا کہ دوسرے حج پر مَیں جو تھال لایا تھا اُس میں کچھ لے آؤ۔ مہمان بزرگ نے اس کی بھی کوئی تعریف نہ کی تو حاجی نے ملازم سے تیسرے حج پر لائے گئے تھال کا کہا کہ اُس میں بھی کچھ لے آؤ۔ اِس پر بزرگ نے حاجی صاحب سے کہا کہ آپ نے اتنی مشقّت اور خرچ اٹھا کر تین حج کیے مگر تین متکبّرانہ اور تصنّع پر مبنی جملوں سے تینوں حجوں کا ثواب ضائع کر دیا۔“

(ماہنامہ انصار اللہ دسمبر 2014 صفحہ 30)

**سامعین!** ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے بے شمار واقعات موجود ہیں جن سے آپؑ کی شفقت، عاجزی، محبت کا پتہ چلتا ہے۔ ایک یتیم بچہ جس کا نام فَجّا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچیرے بھائی مرزا نظام الدین صاحب کے ہاں رہا کرتا تھا وہاں بعض سختیوں کو نا قابل برداشت پا کر حضرت مسیح موعودؑ کے گھر آ گیا لیکن بچپن میں مناسب سرپرستی اور تربیت نہ ہونے کی بناء پر اُس کے اطوار وحشیانہ اور غیر مہذبانہ تھے۔ ایک مرتبہ وہ اپنی شوخیٔ طبع کی وجہ سے جل گیا اور کھولتا ہوا پانی اس کے سارے بدن پر گر گیا۔ حضرت کو اس سے شدید صدمہ پہنچا اور آپؑ ہمہ تن اس کے علاج معالجہ میں مصروف ہو گئے۔ روزانہ اس کے بدن پر تازہ روئی رکھی جاتی اور بڑی احتیاط کی جاتی اس یتیم بچہ کے علاج میں نہ آپؑ نے اپنے وقت کا خیال کیا نہ روپے پیسے کی کچھ پروا کی نہ ہی اس کی غذا اور دیکھ بھال میں کوئی کمی روا رکھی۔ خود اپنے سامنے ہر چیز کا انتظام فرماتے اور اُسے تسلّی دیتے۔ اس یتیم بچہ کی بیماری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیمارداری اور حسن سلوک کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولوی یعقوب علی عرفانیؓ فرماتے ہیں۔

"اس وقت وہ ایک میلی کچیلی شکل کا بچہ تھا اور کسمپرسی کی حالت میں اس نے زندگی کے ابتدائی دن کاٹے تھے عُرفِ عام کے لحاظ سے کسی بڑی قوم اور خاندان سے تعلق نہ رکھتا تھا ایسی مصیبت کے وقت میں جبکہ انسان اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کی علالت سے بھی اُکتا جاتا ہے آپؑ ایک لمبے عرصہ تک اس کی تیمارداری میں مصروف رہے اور نہ صرف خود بلکہ سب گھر والوں کو اس کے متعلق خاص طور پر ہدایات تھیں اس کے آرام اور علاج میں کوئی کمی نہ کی جاوے۔ یتیم پروری اور تیمارداری کی یہ بہترین مثال ہے"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 288-289)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو اطلاع ملی کہ مرزا نظام الدین صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالف تھے بیمار ہیں اس پر حضور ان کی عیادت کے لئے بلا توقف ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت ان پر بیماری کا اتنا شدید حملہ تھا کہ ان کا دماغ بھی اس سے متاثر ہو گیا تھا۔ آپؑ نے ان کے مکان پر جا کر ان کے لئے مناسب علاج تجویز کیا جس سے وہ خدا کے فضل سے صحت یاب ہو گئے۔ حضرت اماں جان ام المومنین رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں کہ باوجود اس کے کہ مرزا نظام الدین، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت مخالف بلکہ معاند تھے آپ علیہ السلام ان کی تکلیف کی اطلاع پا کر فوراً ہی ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کا علاج کیا اور ان سے ہمدردی فرمائی۔ یہ وہی مرزا نظام الدین صاحب ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف جھوٹے مقدمات کھڑے کیے اور اپنی مخالفت کو یہاں تک پہنچایا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضورؑ کے دوستوں اور ہمسائیوں کو دکھ دینے کے لئے حضورؑ کی مسجد یعنی خدا کے گھر کا رستہ بند کر دیا اور بعض غریب احمدیوں کو اذیتیں پہنچائیں کہ جن کے ذکر تک سے شریف انسان کی طبیعت حجاب محسوس کرتی ہے مگر حضورؑ کی رحمت اور شفقت کا یہ عالم تھا کہ مرزا نظام الدین صاحب جیسے معاند کی بیماری کا علم پا کر بھی حضورؑ کی طبیعت بے چین ہو گئی۔

(سیرت طیبہ مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ صفحہ 290-291)

شیخ نور احمد صاحبؓ کہتے ہیں کہ جنگِ مقدّس کی تقریب پر بہت سے مہمان جمع ہو گئے تھے۔ ایک روز حضرت مسیح موعودؑ کے لیے کھانا رکھنا یاد نہ رہا۔ مَیں نے اپنی اہلیہ کو تاکید کی ہوئی تھی مگر وہ کثرتِ کار کی وجہ سے بھول گئی یہاں تک کہ رات کا بہت بڑا حصہ گزر گیا اور حضرتؑ نے بڑے انتظار کے بعد استفسار فرمایا تو سب کو فکر ہوئی۔ بازار بھی بند ہو چکا تھا۔ حضرتؑ کے حضور صورتحال کا اظہار کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: اس قدر گھبراہٹ اور تکلّف کی کیا ضرورت ہے، دستر خوان میں دیکھ لو کچھ بچا ہوا ہو گا، وہی کافی ہے۔ دستر خوان کو دیکھا تو اس میں روٹیوں کے چند ٹکڑے تھے۔ آپؑ نے فرمایا: یہی کافی ہیں۔ ان میں سے ایک دو ٹکڑے لے کر کھا لیے اور بس۔

**سامعین!** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کسی دوست کو کسی سے ناراضگی دور کرنے کے لئے جھکنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"حضرت مسیح موعودؑ نے جو فرمایا ہے کہ بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں۔ یہ ذہن میں رکھو گے تو جھکنا آسان ہو گا۔ دوسروں کو بدتر سمجھو گے تو جھکنا ایک مشکل ہی بنا رہے گا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اور عبادت کی فروع میں یہ بھی ہے کہ تم اس شخص سے بھی جو تم سے دشمنی رکھتا ہو ایسی ہی محبت کرو جس طرح اپنے آپ سے اور اپنے بیٹوں سے کرتے ہو اور یہ کہ تم دوسروں کی لغزشوں سے درگزر کرنے والے اور ان کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنے والے بنو اور نیک دل اور پاک نفس ہو کر پرہیزگاروں والی صاف اور پاکیزہ زندگی گزارو اور تم بُری عادتوں سے پاک ہو کر باوفا اور باصفا زندگی بسر کرو اور یہ کہ خلق اللہ کے لئے بلا تکلّف و تصنّع بعض نباتات کی مانند نفع رساں وجود بن جاؤ اور یہ کہ تم اپنے

کبر سے اپنے کسی چھوٹے بھائی کو دکھ نہ دو اور نہ کسی بات سے اس (کے دل) کو زخمی کرو۔ بلکہ تم پر واجب ہے کہ اپنے ناراض بھائی کو خاکساری سے جواب دو اور اسے مخاطب کرنے میں اس کی تحقیر نہ کرو اور مرنے سے پہلے مر جاؤ اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرلو اور جو کوئی (ملنے کے لئے) تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرو خواہ وہ پُرانے بوسیدہ کپڑوں میں ہو نہ کہ نئے جوڑوں اور عمدہ لباس میں اور تم ہر شخص کو السلام علیکم کہو خواہ تم اُسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو اور (لوگوں کی) غم خواری کے لئے ہر دم تیار کھڑے رہو۔"

(ترجمہ عربی عبارت اعجاز المسیح از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 203)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے سے کم درجے والوں کے سامنے اکڑ دکھا رہے ہوتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں میں منافقت کی بُرائی بھی ظاہر ہو رہی ہوتی ہے۔ تو یہ تکبّر جو ہے بہت سی اخلاقی بُرائیوں کا باعث بن جاتا ہے اور نیکی میں ترقی کے راستے آہستہ آہستہ بند ہو جاتے ہیں اور پھر دین سے بھی دور ہو جاتے ہیں۔ نظام جماعت سے بھی دور ہو جاتے ہیں اور جیسے جیسے ان کا تکبّر بڑھتا ہے ویسے ویسے وہ اللہ اور اس کے رسول کے قرب سے، اُس کے فضلوں سے بھی دور چلے جاتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 29 اگست 2003ء)

پس ہر دنیاوی اور دینی معاملے میں انکساری سے کام لینا ضروری ہے۔ اس سے اسلامی معاشرہ تشکیل پاتا ہے یہی طریق خدا کو بھی پسند ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ

"تیری عاجزانہ راہیں پس مجھے پسند آئیں"

اللہ تعالیٰ ہمیں عاجزانہ راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(اس سلسلہ کی تقریر نمبر ایک مشاہدات نمبر 204 اور تقریر نمبر دو مشاہدات نمبر 953 پر دیکھی جاسکتی ہے)

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿